السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نوازل یا مقدمات کے سلسلہ میں طلبہ کو مجتمع کرکے بخاری شریف ختم کرانا جائز ہے اگر جائز ہے تو وجہ جواز کیا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صحیح اور دجائز مقصد کےلیے بخاری شریف ختم کرنا، دوسروں مثلا: علماء وطلباء سے ان کو مجتمع کرکے یا بغیر اجتماع کے ختم کرانا جائز اور مباح ہے۔ اس مشہور ومعروف طریقہ کی مخالفت میں سب سے پہلے ایک ازہری فاضل نے، جامع ازہر کے علماوفضلاء نے فع وباء ہیضہ کی غرض سے بخاری شریف ختم کی تھی۔ جمادی الاولی 1320 ہجری میں مصر کے کسی علمی رسالہ میں ایک تیز وتند مقالہ شائع کرایا تھا، جس میں بجز سطحی باتوں کے کوئی ٹھوس اور معقول بات نہیں تھی۔ بہر کیف جواز اور اباحت کی دو وجہیں ذکر کی جاتی ہیں:

(1) دیگر کبت احادیث کے خلاف صحیح بخاری کے بیشتر تراجم ابواب آیات قرآنی پر مشتمل ہیں، ونیز کتاب التفسیر کی وجہ سے بھی اس میں بہت زیادہ قرآنی آیات آگئی ہیں، اس کا متن دیگر کتب احادیث کے متون سے علی اسبیل القطع اصح ہے، اور کتابوں کی نسبت اس میں احادیث قدسیہ زیادہ ہیں۔ نیز اس میں صحیح ترین دعاؤں اوراذکار کا ذخیرہ موجود ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ حدیث کی دوسری کتابیں اور مجموعے ان کھلے ہوئے ظاہری فضائل ومزایا سے خالی ہیں، یہ شرف نہ موطا کو حاصل ہے نہ مسلم کو، نہ دیگر کتب صحاح وسنن ومعاجم ومسانید واجزاء کو، ان وجوہ سے متن بخاری کی قرات امور خیر اوراعمال فاضلہ سے ہوئی اور توسل بالاعمال الفاظ کے جواز میں کسی مسلمان کو شک نہیں۔

کیف وقد ثبت فی الصحیحین (صحیح البخاري کتاب الأدب باب إجابة دعاء من بروالدیہ 7/69، و صحیح مسلم کتاب الذکر، باب قصة أصحاب الغار (2743)(4/2099) وغیرہما، أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حکی عن الثلاثة الذین انطبقت علیہم الصخرة، أن کلو واحد منہم توسل إلی اللہ بأعظم عمل، فار تفعت الصخرة، فعلم أن التوسل بالأعمال الفاضلة جائز، فإنہ لو کان غیر جائز أو کان شرکا، لم تحصل الإجابة لہم، ولا سکت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن إنکار ما فعلوہ بعد حکایة عنہم. پس مجوزین قراءۃ بخاری عند النوازل والبلیات اس نیت سے بخاری ختم کرتے یا کراتے ہیں کہ یہ ایک صالح عمل ہے، جس کی برکت سے امید ہے کہ اللہ تعالی اس بلیہ اور نازلہ کو دور فرمادیں گے اور مقصد پورا کردیں گے، خلاصہ یہ کہ جس طرح قرآن کی تلاوت اوراس کا ختم علم صالح ہے اوراس کے ساتھ توسل جائز، اسی طرح متن بخاری کی قرات بھی عمل خیر ہے پس اس کے ساتھ بھی توسل جائز ہوگا، اگرچہ قرآن کی طرح اس کے تمام الفاظ کا متعبد بہ ہونا منصوص نہیں ہے۔

(2) جواز وباحت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ کلمات جو شرکیہ اور کفریہ نہ ہوں اوران کا معنی ومفہوم معلوم ہو، ان کے ساتھ بالاتفاق رقیہ (دم) کرنا جائز اور مباح ہے، اور کسی ایسے کلمہ کے رقیہ ہونے اوراس کے ساتھ اسرقا کے جواز کےلیے یہ ضروری نہیں کہ اس کا رقیہ ہونا کتاب اللہ وسنت کے اندر منصوص ہو کما یدل علیہ حدیث أبي سعید الخدري في الصحیحن (صحیح البخاري کتاب الإجازة، باب ما یعطی فی الرقیة علی احیاء العرب بفاتحة الکتاب 53/3، صحیح مسلم کتاب السلام، باب جواز أخذ الأجرة علی الرقیة بالقرآن (2201)(4/1727) وغیرہما فی قصة رقیة لدیغ الحی بفاتحة الکتاب اور دفع آفات بلیات وکفایت مہمات وقضاء حاجات وکشف کربات وغیرہ کےلیے صحیح بخاری کی قرأت اور ختم کا رقیہ نافع ہونا علماء سلف کے تجربہ میں آچکا ہے، اسی لیے ایسے مواقع میں بطور رقیہ کے اس کی قرأت کی جاتی ہے، وہذا لا بأس بہ (مقدمة تحفة الاحوزی ص: 57)

مخالفین ومانعین حسب ذیل شبہات پش کرتے ہیں:

(1) آں حضرت ﷺ، صحابہ، تابعین کے مبارک زمانوں میں بھی احادیث نبوی کے بعض مجموعہ موجودتھے۔ لیکن نہ آں حضرت ﷺ سے ان صحیفوں کی قرات کے ساتھ توسل یا استرقاء کا حکم یا اباحت یا اجازت منقول ہے نہ صحابہ وتابعین سے۔ اگر یہ چیز مشروع ہے تو قرون مشہود لہا بالخیر میں اس کی نظیر ضرور ملنی چاہیے۔

(2) بعض دفعہ وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا جس کےلیے بخاری شریف پڑھی جاتی ہے۔ اگر اس کی قرات مجرب ہے تو مقصود متخلف کیوں ہوجاتا ہے؟

(3) قرآن کریم کے الفاظ وحروف اوراس کی تلاوت متعبد بہ ہیں۔ اور حدیث خواہ وہ قدسی کیوں نہ ہو۔ اس کی شان نہیں، پھر مقاصد خیر کےلیے قرآن کی قرات اوراس کا ختم کیوں نہیں اختیار کیا جاتا؟ ہمارے طرز عمل سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ ہم قرآن سے افضل اور برتر بخاری جانتے ہیں۔

(4) اگر اس کی قرات اور ختم میں واقعی یہی تاثیر ہے، تو پھر غیر مسلموں سے جہاد کےلیے نیزہ وشمشیر، تیر وتفنگ، توپ اور بندوق سینکڑوں قسم کے بم، مشین گن، بحری اور بری جہاز، تارپیڈو کشتی وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ جب ایسی ضرورت پش آئے صحیح بخاری ختم کرادی جائے۔ دشمن بھاگ جائیں گے یا تباہ وبرباد ہوجائیں گے۔ دور نہ جائیے ہندوستان میں اسلامی حکومت یا پاکستان قائم کرنے کا اس سے بڑھ کر سستا اور آسان، مجرب اور سہل نسخہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ اسی طرح بم یا کسی اور سبب سے لگی ہوئی آگ بجھانے کےلیے یا آگ سے محفوظ رہنے کےلیے نہ پانی کی ضرورت ہے نہ فائر بریگیڈ کی۔ آگ بجھانے اور آگ سے محفوظ رہنے کےلیے بخاری کی قرات کافی اور وافی ہے۔ ہیضہ وطاعون ودیگر امراض وبائیہ کے دفعیہ کےلیے نہ حکیم اور ڈاکٹر کی ضرورت رہی، نہ ہزاروں قسم کی دواؤں کی۔ چوری، ڈکیتی، ہزنی سے محفوظ رہنے کےلیے محکمہ پولیس کی بھی حاجت نہیں رہی۔ کیوں کہ ان تمام

امور کے لیے قرات بخاری کافی ہے۔ علماء طلبہ کی چند جماعتیں ان مختلف موقع میں بخاری ختم کرنے کے لیے مخصوص و متعین کردی جائیں اور بس ہراروں روپیہ کے اخراجات اسے نجات مل جائے گا اور سلطنت کے تمام اجتماعی امور نہایت آسانی سے انجام پذیر ہوجائیں گے۔

سب سے پہلے اس طریقہ کو کس نے رائج اور جاری کیا؟ (5)

لیکن یہ تمام شبہات بالکل سطحی اور عدم تدبر کا تیجہ ہیں:

مختلف اغراض ومقاصد کے لیے توسل ختم القرآن مخالفین کے نزدیک بھی جائز ہے، لیکن نہ آں حضرت ﷺ سے مقاصد مذکورہ بالا کے لیے توسل ختم القرآن اجتماعا یا انفرادا کا حکم یا اس کی اباحت صراحت منقول ہے نہ (1)
صحابہ یا تابعین سے۔ پس اگر یہ توسل جائز ہے تو آں حضرت ﷺ یا کم ازکم صحابہ تابعین سے کیوں منقول نہیں؟

آں حضرت ﷺ کی مبارک زندگی میں اصحاب حاجات، خدمت اقدس میں حاضر ہوکر آپ سے بارگاہ الہی میں دعا کی سفارش کی درخواست کرتے، تو آپ توسل بقرآۃ القرآن کی ہدایت کے بجائے ان کے حق میں دعا (2)
فرماتے۔ پس جس طرح آپ ﷺ کی دعا اور سفارش مقتضی عدم جواز توسل بختم القرآن نہیں ہے، اسی طرح وہ عدم جواز توسل بقرآۃ الاحادیث کی بھی مقتضی نہیں ہے۔

ونیز عدم نقل، عدم وقوع یا وقوع عدم کو مستلزم نہیں ہے۔ ونیز کسی چیز کی اباحت کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ صراحتا ونصا بھی آپ ﷺ سے فعلاً یا تقریراًثابت ہو۔ شرع میں بہت سے ایسے امور ہیں جو مسلمانوں میں معمول بہ ہیں۔ لیکن وہ نصاثابت ومنقول نہیں ہیں۔ بلکہ مسائل قیاسیہ مستنبطہ میں سے ہیں ونیز آں حضرت ﷺ نے فرمایا: ''ماسکت عنہ فہو عفو،، (ترمذی کتاب اللباس باب ماجاء فی لبس الفراء (1762) 4 220، ابوداؤد کتاب الاطعمۃ باب مالم یذکر مالم تحریمہ (2800) 4 75 واللفظ لہ) پس اس حدیث کی روشنی میں ختم بخاری کے مخالف کو تشدد سے کام نہیں لینا چاہیے۔

یہ مسلم ہے کہ آیات قرنیہ من کل الوجوہ شفاء ورحمۃ ہیں، ہونے میں قادح نہیں ہے، اسی طرح ختم بخاری (جو مجرب ہے) کے باوجود کسی عارضی کے باعث بعض منافع مقصود ومقاصد مطلوبہ متخلف ہوجاتے ہیں۔ یہ (2)
انشاء اللہ کہہ دیتے توان کا مقصود پورا ہوجاتا۔ لیکن باین ہمہ ہر انشاء اللہ کہنے والے کے لیے اس کے مطوب کا حاصل ہونا ضروری کس نے دعوی کیا ہے کہ مقصود بہر حال حاصل ہوگا۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا: اگر سلیمان
اور یقینی نہیں ہے۔ وہكذا فی الأذكار والأدعیۃ الأخري التی وردت فضائلها فی كتب الأحاديث.

بے شک قرآن کریم اور صحیح بخاری کے درمیان بہ فرق موجود ہے۔ اورضرور موجود ہے لیکن مجوزین ختم بخاری مختلف مقاصد کے لیے قرآن بھی ختم کراتے ہیں۔ وہ لوگ کب اس کے مخالف اورتارک ہیں جس مقام (3)
کے لوگ اس کا خلاف کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اصل اس بارے میں قرآن کریم ہے اس کے بعد درجہ صحیح بخاری کا ہے۔

بے شک قرآن کریم اور صحیح بخاری کے درمیان یہ فرق موجود ہے۔ اورضرور موجود ہے لیکن مجوزین ختم بخاری مختلف مقاصد کے لیے قرآن بھی ختم کراتے ہیں۔ وہ لوگ کب اس کے مخالف اورتارک ہیں جس مقام (4)
کے لوگ اس کا خلاف کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اصل اس بارے میں قرآن کریم ہے اس کے بعد درجہ صحیح بخاری کا ہے۔

یہ شبہ بے حد ضد اور عناد وکج فہمی پر مبنی ہے۔ مجوزین ختم بخاری یہ کب ہیں کہ ان تمام مہمات میں صرف ختم بخاری پر اعتماد کرنا چاہیے۔ اور مادی وسائل، ظاہری اسباب نہیں اختیار کرنے چاہیں۔ آں حضرت ﷺ سے (4)
مختلف اغراض ومقاصد کے لیے مختلف آیات قرآنیہ اوراد عیہ واذکار کی اجازت واباحت منقول ہے۔ کیا اس اجازت اور تعلیم کا یہ مقصد ہے کہ وسائل اور ذرائع اور اسباب عادیہ ظاہریہ سے قطع نظر کرلیا جائے اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہاجائے۔ اور رات دن اورادووظائف اور تلاوت قرآن میں مشغول رہاجائے۔ وهذا لا يتفقوه به إلا غبی جاهل عن مرمی الكلام ومغزاه، وهو بمعزل عن خطابنا.

ختم بخاری کو بطور رقیہ کے سب سے پہلے رائج کرنے والے کی تعیین نہیں کی جاسکتی۔ لیکن اس عمل کی صحت کے لیے اول من سنّ ذلک معلوم کرنے کی ضرورت نہیں جبکہ معتبر ادلہ سے اس کا جواز ثابت ہے۔ (5)

(محدث دہلی ج: اش: رمضان 1361ھ اکتوبر 1942ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 52

محدث فتویٰ